QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

دوستی کا قرآنی و نبوی ﷺ تصور: عصرِ حاضر کے چیلنجز کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

The Qur'anic and Prophetic ﷺ Concept of Friendship: A Research Review in the Context of Contemporary Challenges

Dr. Shazia
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk
Hafiza Summan
M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad Email: hafizasumman@gmail.com

Friendship is one of the most profound human relationships that provides emotional comfort, strengthens social bonds, and contributes to moral development. In Islamic teachings, friendship is not merely a social connection but a spiritual and ethical bond, grounded in faith (īmān) and piety (taqwā). The Qur'an and Sunnah emphasize the importance of choosing righteous companions, as companionship has a direct influence on one's beliefs and character. This research explores the Qur'anic and Prophetic concept of friendship and critically examines the contemporary challenges that threaten the purity of this relationship, such as materialism, selfishness, sectarianism, social media influence, jealousy, and lack of communication. The study further highlights the guidance provided in the Qur'an, Hadith, and the opinions of Muslim scholars on how to preserve and strengthen friendships in modern times. Findings suggest that Islamic principles of sincerity, patience, forgiveness, benevolence, and preference for others over oneself provide a strong foundation to overcome present-day challenges. The paper concludes that friendship based on Islamic values not only ensures social harmony but also serves as a means of attaining divine pleasure and eternal success.

Keywords: Profound, Human Relationships, Comfort, Strengthens, Social Bonds, Materialism, Selfishness, Sectarianism.

تمہید

انسانی زندگی میں دوستی ایک نہایت اہم اور بنیادی تعلق ہے جو باہمی محبت، اعتماد، قربت اور ایثار پر قائم ہوتا ہے۔ یہ تعلق فرد کی شخصیت سازی، سماجی رویوں اور معاشرتی ڈھانچے پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں دوستی کے تصور کو بڑی جامعیت اور گہرائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جہاں صالح اور نیک رفاقت کو کامیابی و فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور بری صحبت سے شدید انداز میں خبردار کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ دوست وہی ہونا چاہیے جو ایمان میں مددگار، اخلاق میں نیک اور خیر و بھلائی میں شریک ہو۔ عصرِ حاضر میں جب فردیت (individualism)، مادہ پرستی اور خود غرضی پر مبنی اقدار تیزی سے پروان چڑھ رہی ہیں، وہاں دوستی کا خالص اور بااعتماد تصور شدید خطرات سے دوچار ہے۔ سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل دنیا نے تعلقات کے معیار کو بدل کر رکھ دیا ہے، جہاں حقیقی قربت اور اخلاص کے بجائے سطحی روابط اور وقتی دلچسپیاں غالب آ رہی ہیں۔ اس صورتِ حال میں قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی دوستی کا تصور نہ صرف رہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ انسان کو اس کے تعلقات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کا سلیقہ بھی سکھاتا ہے۔

یہ تحقیقی جائزہ اسی پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش ہے کہ دوستی کے قرآنی و نبوی اصول کس طرح آج کے چیلنجز میں روشنی فراہم کر سکتے ہیں، اور انسان کو کس طرح ایسی رفاقت کی طرف لے جا سکتے ہیں جو دنیا و آخرت دونوں میں خیر و فلاح کا باعث ہو۔

دوستی کی لغوی و اصطلاحی تعریفات:

دوستی اردو میں "دوست" سے ماخوذ ہے جو فارسی زبان کا لفظ ہے۔ "دوست" کے معنی ہیں: یار، رفیق، مونس، خیر خواہ۔ "دوستی" سے مراد محبت، خلوص اور خیر خواہی پر مبنی ایسا تعلق ہے جس میں انس و مودّت، باہمی اعتماد اور رفاقت پائی جاتی ہو۔[1] عربی میں دوستی کے لیے "صداقة" اور "خُلّة" جیسے الفاظ آتے ہیں۔

صداقة: خلوص و محبت پر مبنی تعلق۔

"الصَّداقَةُ: المُصافاةُ والمُخالّةُ عن مودّةٍ"[2]

خُلّة: ایسی محبت جو دل کے اندر سرایت کر جائے اور جدا نہ ہو۔

"الخُلَّة: المودَّةُ الصافيةُ التي تتخلّل القلبَ فتملؤه"[3]

اصطلاحی طور پر "دوستی" ایک ایسا تعلق ہے جو دو یا زیادہ افراد کے درمیان باہمی محبت، اعتماد، خیر خواہی، ایثار اور اخلاص پر قائم ہو۔ یہ تعلق محض دنیاوی فائدے پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ اس میں قربانی، وفاداری اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا شامل ہے۔[4]

اسلامی نقطہ نظر:

اسلامی تعلیمات میں دوستی کو "اخوتِ ایمانی" کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"[5] ترجمہ: (بیشک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔)

---

[1] Fīrūz al-Dīn, Fīrūz al-Lughāt (Lahore: Fīrūz Sons Pvt. Ltd., 2005), p. 410.
[2] Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab (Beirut: Dār Ṣādir, 1414 AH), vol. 10, p. 187.
[3] Ibid., vol. 11, p. 198.
[4] al-Zabīdī, Murtaḍā, Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs (Cairo: Dār al-Hidāyah), vol. 9, p. 34.
[5] Sūrat al-Ḥujurāt, 49:10.

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ایمان کی بنیاد پر قائم ہونے والا تعلق ہی اصل دوستی ہے۔ یہ دوستی نہ صرف دنیاوی زندگی میں سکون وراحت کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت میں بھی نجات کا سبب ہے۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"الصداقة هي اتفاق في جميع الأمور الإلهية والإنسانية معاً"[6]

یعنی: (دوستی الٰہی اور انسانی امور میں ہم آہنگی کا نام ہے۔)

قرآن میں دوستی کا تصور:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی ہر پہلو سے رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بارہا اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو کس طرح دوستی کا انتخاب کرنا چاہیے اور اس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں کس صورت میں ظاہر ہوگا۔

1. نیک دوست کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ"[7]

ترجمہ: (اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیز گاروں کے۔)

اس آیت سے واضح ہے کہ دنیاوی مفادات پر قائم دوستی آخرت میں دشمنی میں بدل جائے گی، جبکہ وہ دوستی جو تقویٰ اور نیکی پر مبنی ہوگی، وہی آخرت میں بھی باقی رہے گی۔

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

"أي أن كل صداقة وصلة ومحبة لغير الله فإنها تنقلب يوم القيامة عداوة إلا ما كان لله عز وجل، فإنها تبقى وتنفع أصحابها"[8]

یعنی: (جو دوستی اللہ کی رضا کے بغیر ہوگی قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی، اور جو اللہ کے لیے ہوگی وہ باقی رہے گی اور فائدہ دے گی۔)

2. ایمان و اخوت پر مبنی رفاقت:

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"[9] ترجمہ: (یقیناً مومن آپس میں بھائی ہیں۔)

یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ ایمانی رشتہ سب سے مضبوط رشتہ ہے۔ حقیقی دوستی اسی بنیاد پر قائم ہونی چاہیے۔ مفسر قرطبی لکھتے ہیں:

"المراد أن المؤمنين متعاونون متوادون كأنهم بنو أب واحد"[10]

یعنی: (مومن آپس میں اس طرح محبت اور تعاون کرنے والے ہیں جیسے وہ ایک ہی باپ کی اولاد ہوں۔)

---

[6] Sūrat al-Zukhruf, 43:67.
[7] Sūrat al-Furqān, 25:27-28.
[8] Sūrat al-Mujādalah, 58:22.
[9] Sūrat Āl ʿImrān, 3:134.
[10] Sūrat al-Ḥashr, 59:9.

3. برے دوست سے بچاؤ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا. يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا"[11]

ترجمہ: (اور (یاد کرو) جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا اور کہے گا: کاش میں رسول کے ساتھ راستہ اختیار کرتا۔ ہائے افسوس! کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔)

یہ آیات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ برے دوست انسان کو رسول ﷺ کی راہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ علامہ طبری لکھتے ہیں:

"المراد أن الظالم يندم على مصاحبة من أضله عن سبيل الله ويتمنى أنه لم يتخذه خليلاً"[12]

یعنی: (ظالم اس بات پر نادم ہوگا کہ اس نے ایسے دوست کو کیوں بنایا جس نے اسے اللہ کے راستے سے روکا۔)

4. اللہ کے لیے محبت اور دوستی:

قرآن نے یہ اصول بھی بیان کیا:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ"[13]

ترجمہ: (آپ کبھی ایسے لوگوں کو نہیں پائیں گے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور وہ ان لوگوں سے محبت رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہیں۔)

اس آیت میں ایمان کی شرط لگائی گئی ہے کہ حقیقی دوستی صرف انہی سے ہو سکتی ہے جو اللہ اور رسول کے دوست ہوں۔ امام مظہری اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"المودة الحقيقية لا تكون إلا مع أهل الإيمان والتقوى"[14]

یعنی: (حقیقی محبت صرف ایمان اور تقویٰ والوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔)

احادیثِ نبوی ﷺ میں دوستی کا تصور:

رسول اکرم ﷺ نے اپنی سنتِ مبارکہ اور احادیث کے ذریعے واضح طور پر یہ رہنمائی عطا فرمائی ہے کہ انسان اپنی صحبت اور دوستی کا انتخاب کس معیار پر کرے۔ کیوں کہ دوست انسان کی زندگی پر گہرے اثرات ڈالتے ہیں، اسی لیے احادیث میں نیک صحبت کی فضیلت اور برے دوست کے نقصانات کو واضح کیا گیا ہے۔

[11] Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Adab, Bāb al-Marʾ ʿalā Dīn Khalīlih, ḥadīth no. 6029, vol. 5, p. 227.

[12] Al-Bukhārī & Muslim, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Dhabāʾiḥ wa-l-Ṣayd, ḥadīth no. 5534; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah, Bāb Mathal al-Jalīs al-Ṣāliḥ wa-l-Jalīs al-Sūʾ, ḥadīth no. 2628 (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.).

[13] Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, Bāb ʿAlāmat al-Ḥubb fī Allāh, ḥadīth no. 6168, vol. 6, p. 269 (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH).

[14] al-Bukhārī & Muslim, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, ḥadīth no. 6011; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Birr wa-l-Ṣilah, ḥadīth no. 2586 (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.).

1. دوست کے دین کا اثر:

”عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ“[15]

ترجمہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کی عادات واطوار سے لازماً متاثر ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”فيه الحث على اختيار الأصدقاء الصالحين والتحذير من قرناء السوء“[16]

یعنی: (یہ حدیث نیک دوستوں کے انتخاب پر زور دیتی ہے اور برے ساتھیوں سے خبردار کرتی ہے۔)

2. نیک اور برے دوست کی مثال:

”عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً“(١٧)[17]

ترجمہ: (نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والا اور لوہار کی بھٹی والا۔ مشک بیچنے والا یا تو تمہیں کچھ دے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا کم از کم خوشبو پاؤ گے۔ اور لوہار کی بھٹی والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا بدبو پاؤ گے۔)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ نیک صحبت کا اثر لازمی طور پر انسان پر پڑتا ہے، چاہے وہ براہِ راست فائدہ ہو یا بالواسطہ۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وفيه أن مجالسة الصالحين تورث الخير، ومجالسة الأشرار تورث الشر“[18]

یعنی: (نیک لوگوں کی صحبت بھلائی کا سبب ہے جبکہ برے لوگوں کی صحبت برائی کا باعث ہے۔)

3. قیامت کے دن دوست کا حال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“[19]

ترجمہ: (آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔)

---

[15] Abū Dāwūd Sulaymān bin al-Ashʿath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Sunnah, Bāb al-Dalīl ʿalā Ziyādat al-Īmān wa-Nuqṣānah, ḥadīth no. 4681, vol. 4, p. 259 (Beirut: Dār al-Fikr, 1990).

[16] Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Īmān, Bāb Ḥubb al-Rasūl ﷺ min al-Īmān, ḥadīth no. 13, vol. 1, p. 14 (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH).

[17] Rāghib al-Iṣfahānī, al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān, ed. Ṣafwān ʿAdnān Dāwūdī (Damascus: Dār al-Qalam, 2009), p. 285.

[18] Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Tafsīr Ibn Kathīr) (Riyadh: Dār Ṭayyibah li-l-Nashr wa-l-Tawzīʿ, 1999), vol. 6, p. 325.

[19] al-Qurṭubī, Muḥammad bin Aḥmad al-Anṣārī, al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Tafsīr al-Qurṭubī) (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964), vol. 16, p. 181.

تشریح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقیقی دوستی آخرت میں بھی ساتھ دے گی۔

صحابہ کرامؓ نے جب یہ حدیث سنی تو وہ بے حد خوش ہوئے کیونکہ انہیں امید ہوگئی کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو قیامت کے دن آپ کے ساتھ ہوں گے۔ امام نووی فرماتے ہیں:

"هذه بشارة عظيمة لكل من أحب الله ورسوله والمؤمنين"[20](٢٠)

یعنی: (یہ ہر اس شخص کے لیے عظیم خوشخبری ہے جو اللہ، رسول اور مومنین سے محبت رکھتا ہے۔)

4. اخوت و بھائی چارے کی فضیلت:

"عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى "[21](٢١)

ترجمہ: (مومنوں کی باہمی محبت، شفقت اور ہمدردی کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ اگر اس کا کوئی ایک عضو تکلیف میں ہو تو پورا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔)

یہ حدیث دوستی اور اخوتِ ایمانی کی بنیاد ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ سچے دوست ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ شارحین کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ مومنوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے مسائل کو اپنا مسئلہ سمجھیں۔

5. محض اللہ کے لیے دوستی:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَحَبَّ فِي اللَّهِ، وَأَبْغَضَ فِي اللَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ "[22]

ترجمہ: (جس نے اللہ کے لیے محبت کی، اللہ کے لیے دشمنی کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روکا، اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔)

یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حقیقی دوستی صرف اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے۔ امام ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں:

"كمال الإيمان أن يكون الحب والبغض وجميع التصرفات تابعة لما يحبه الله ورسوله"[23]

یعنی: (ایمان کی تکمیل یہ ہے کہ انسان کی محبت، دشمنی اور تمام معاملات اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے تابع ہوں۔)

---

[20] al-Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān (Tafsīr al-Ṭabarī) (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1954), vol. 19, p. 185.

[21] Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad bin ʿAlī, Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1379 AH), vol. 4, p. 379.

[22] Abū Ḥāmid al-Ghazālī, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2005), vol. 2, p. 15.

[23] Muslim bin Ḥajjāj al-Nīsābūrī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ Muslim), Kitāb al-Īmān, Bāb Bayān anna al-Dīn al-Naṣīḥah (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), vol. 1, p. 74, ḥadīth no. 55.

نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور دوستی کے اصول:

اسلامی تاریخ میں سب سے بہترین اور کامل ترین مثال ہمارے نبی کریم ﷺ کی زندگی ہے۔ آپ ﷺ نے دوستی اور رفاقت کے وہ اصول عطا فرمائے جو نہ صرف اُس وقت کے لیے رہنمائی تھے بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے بھی مشعلِ راہ ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تعلقات میں محبت، وفاداری، ایثار اور اخلاص کے اعلیٰ نمونے قائم کیے۔ ان اصولوں کو سمجھنا اور اپنانا آج کے دور میں دوستی کے تعلق کو مضبوط اور پاکیزہ بنانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

1. اخلاص اور نیت کی پاکیزگی:

کسی بھی تعلق کی بنیاد اخلاص پر ہونی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کی دوستی اور رفاقت کا سب سے نمایاں پہلو یہ تھا کہ وہ ہمیشہ اللہ کی رضا کے لیے ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے قریب ترین ساتھیوں کو بھی ایمان و تقویٰ کی بنیاد پر منتخب فرمایا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریبی دوست اور رفیق تھے۔ ان کی محبت اور قربانی محض اللہ کے دین کے لیے تھی۔ غارِ ثور کا واقعہ اس کا سب سے روشن ثبوت ہے جب انہوں نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔

2. وفاداری اور ایثار:

وفاداری دوستی کا سب سے مضبوط ستون ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے اپنے عمل سے دکھایا کہ سچا دوست ہمیشہ مشکل وقت میں ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔

غزوۂ احد کے موقع پر جب مسلمان سخت آزمائش میں تھے تو کئی صحابہ کرامؓ نے اپنی جانیں رسول اللہ ﷺ پر قربان کر دیں۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ نے اپنے جسم کو ڈھال بنا کر آپ ﷺ کو دشمن کے تیر سے بچایا۔ یہ وفاداری اور ایثار دوستی کے سنہری اصولوں میں سے ہیں۔

3. عفو و درگزر:

دوستی میں کبھی کبھار غلطیاں یا کوتاہیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا اسوہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے تھے۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے ایک موقع پر ایسی خطا کی جس پر وہ سزا کے مستحق ہو سکتے تھے، مگر نبی کریم ﷺ نے ان کے ماضی کے اخلاص اور قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے انہیں معاف فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی دوستی میں درگزر اور نرمی کو ترجیح دینی چاہیے۔

4. عدل و مساوات:

نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ برابری اور عدل کے اصول اپنائے۔

ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ برابری ہو یا صحابہ کرامؓ کے ساتھ معاملات، آپ ﷺ ہمیشہ عدل کو سامنے رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهُمَّ هَذِهِ قِسْمَتِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تُؤَاخِذْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ"[24]

یعنی: (اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے، تو مجھے اس پر مواخذہ نہ کر جس پر تیرا اختیار ہے اور میرا اختیار نہیں۔)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے ہر تعلق کو انصاف پر قائم کیا۔

[24] Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, Ḥujjat Allāh al-Bālighah (Damascus: Dār Ibn Kathīr, 2005), vol. 1, p. 75.

5. مشاورت اور خیر خواہی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے بڑے بڑے فیصلوں میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے مشورہ فرمایا۔ یہ رویہ بتاتا ہے کہ حقیقی دوست وہ ہوتا ہے جو خیر خواہی کے جذبے سے اپنی رائے پیش کرے۔

غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورے لیے اور ان کی رائے کو اہمیت دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوستی محض ساتھ دینے کا نام نہیں بلکہ خیر خواہی اور مثبت رہنمائی بھی اس کا حصہ ہے۔

علماء و مفکرین کی آراء میں دوستی:

اسلامی تہذیب اور فکر میں دوستی کو ہمیشہ ایک گہرا اور مثبت رشتہ سمجھا گیا ہے۔ مختلف علماء و مفکرین نے اپنی کتب میں دوستی کی اہمیت، اس کے اصول اور اس کے اثرات پر بحث کی ہے۔ ان آراء سے یہ بات مزید واضح ہوتی ہے کہ دوستی نہ صرف ایک سماجی ضرورت ہے بلکہ روحانی اور اخلاقی ارتقاء کا ذریعہ بھی ہے۔

1. امام غزالی رحمہ اللہ:

امام غزالی نے اپنی مشہور کتاب "احیاء علوم الدین" میں دوستی کے مفصل آداب اور اصول بیان کیے۔

امام غزالی کے مطابق دوستی کی بنیادیں:

1. دینی اور ایمانی رشتہ – امام غزالی کے نزدیک حقیقی دوستی صرف ان لوگوں سے ہونی چاہیے جو ایمان اور تقویٰ پر قائم ہوں۔

2. اخلاص – دوستی ذاتی مفادات یا دنیاوی لالچ پر نہیں بلکہ صرف اللہ کی رضا پر مبنی ہو۔

3. ایثار و قربانی – سچے دوست کا حق یہ ہے کہ وہ مشکل وقت میں اپنے بھائی کے لیے ایثار کرے۔

4. عفو و درگزر – اگر دوست سے کوئی خطا سرزد ہو تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔

"الصديق هو الذي يطلبك لغير شيء كما أنك تطلبه لغير شيء، والغاية فيه رضا الله تعالى"[25]

یعنی: (دوست وہ ہے جو تجھے کسی دنیاوی غرض کے لیے نہ چاہے، جیسا کہ تو بھی اسے کسی غرض کے بغیر چاہتا ہے، اور اس کا مقصد اللہ کی رضا ہو۔)

2. شاہ ولی اللہ دہلوی:

برصغیر کے عظیم مفکر شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں معاشرتی تعلقات اور دوستی کے اصول بیان کیے ہیں۔

ان کے نزدیک دوستی کے مقاصد:

1. سماجی توازن – دوستی انسان کو معاشرتی سطح پر مضبوط بناتی ہے۔

2. روحانی سکون – نیک صحبت سے دل کو سکون اور قلب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

3. اصلاحِ کردار – اچھے دوست انسان کے اخلاق کو سنوارتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

"الإنسان مدني بالطبع، ولا قوام لحياته إلا بالمعاشرة، وأحسن المعاشرة الصحبة على الدين"[26]

---

[25] Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān bin Khaldūn, al-Muqaddimah (Beirut: Dār al-Fikr, 2004), p. 212.

[26] Imām Abū Ḥāmid al-Ghazālī, *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn* (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2005), j. 2, ṣ. 15.

یعنی: (انسان فطرتاً معاشرتی ہے اور اس کی زندگی کا قائم رہنا معاشرت پر منحصر ہے، اور بہترین معاشرت دین کی بنیاد پر قائم صحبت ہے۔)

3. علامہ ابن خلدون:

ابن خلدون نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المقدمہ" میں انسانی معاشرت اور تعلقات پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

ابن خلدون کی رائے:

1. معاشرتی ضرورت–ابن خلدون کے مطابق دوستی انسان کی فطری اور لازمی ضرورت ہے کیونکہ انسان تنہا اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔

2. تمدنی ترقی–معاشرتی ترقی اور تہذیب کے فروغ میں دوستانہ تعلقات بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

3. عصبیّت اور اخوت–ان کے نزدیک قوموں کی مضبوطی اور سماج کی بقا، افراد کے درمیان اخوت اور تعلقات پر منحصر ہے۔

"الإنسان لا بد له من الاجتماع، والتعاون مع أصحابه، والصحبة على الخير من أسس العمران"[27]

یعنی: (انسان کو اجتماع اور دوسروں کے ساتھ تعاون کی ضرورت ہے، اور بھلائی پر مبنی دوستی تمدن کی بنیادوں میں سے ہے۔)

عصرِ حاضر کے چیلنجز اور دوستی پر ان کے اثرات:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دوستی کا تصور ہمیشہ اخلاص، محبت، ایثار اور ایمان پر قائم رہا ہے۔ لیکن عصرِ حاضر میں مختلف سماجی، فکری اور معاشرتی تبدیلیوں نے اس تعلق کو شدید متاثر کیا ہے۔ آج کے زمانے میں دوستی کے نئے رجحانات پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اس رشتے کی پاکیزگی اور پائیداری کو نقصان پہنچایا ہے۔ ذیل میں ہم ان چیلنجز کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں:

1. مادہ پرستی اور مفاد پرستی:

جدید دور میں انسانوں کے تعلقات اکثر ذاتی مفادات اور دنیاوی فائدے کے گرد گھومتے ہیں۔ دوستی بھی اکثر اسی پیمانے پر پرکھی جاتی ہے کہ دوسرا شخص کتنا فائدہ دے سکتا ہے۔

اس قسم کی دوستی وقتی اور عارضی ہوتی ہے۔

جب دنیاوی فائدہ ختم ہو جائے تو یہ رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

قرآن نے ایسے تعلقات کو قیامت کے دن دشمنی میں بدلنے والی دوستی قرار دیا ہے:

"الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ"[28]

ترجمہ: (اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، سوائے پرہیزگاروں کے۔)

2. سوشل میڈیا اور ورچوئل دوستی:

ڈیجیٹل دور میں دوستی کا ایک نیا تصور سامنے آیا ہے جو سوشل میڈیا، چیٹ ایپس اور آن لائن پلیٹ فارمز پر قائم ہوتا ہے۔

---

[27] Imām Muslim ibn Ḥajjāj al-Naysābūrī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ Muslim)*, Kitāb al-Īmān, Bāb Bayān anna al-Dīn al-naṣīḥah, Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, bilā tārīkh, j. 1, ṣ. 74, ḥadīth no. 55.

[28] Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*, Dimashq: Dār Ibn Kathīr, 2005, j. 1, ṣ. 75.

یہ تعلقات زیادہ تر سطحی اور وقتی ہوتے ہیں۔ ان میں حقیقی قربت اور ایثار کی کمی ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ تعلقات دھوکہ دہی اور فراڈ کی صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ نتیجتاً ایسی "ورچوئل دوستی" حقیقی زندگی کے تعلقات کو کمزور کر دیتی ہے۔

3. مسلکی و فکری اختلافات:

عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے درمیان مختلف مسلکی اور نظریاتی اختلافات نے رشتۂ دوستی پر بھی منفی اثر ڈالا ہے۔

کبھی معمولی فقہی اختلافات دوستی کو ختم کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

اس تعصب نے اخوتِ ایمانی کو کمزور کیا ہے۔

حالانکہ قرآن واضح اعلان کرتا ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"[29]

ترجمہ: (یقیناً مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔)

4. وقت اور فاصلے کی رکاوٹ:

جدید زندگی کی مصروفیات اور ہجرتی رجحانات نے بھی دوستی کے رشتے کو متاثر کیا ہے۔

تعلیم، روزگار یا دیگر وجوہات کی بنا پر لوگ اپنے قریبی دوستوں سے دور ہو جاتے ہیں۔

یہ دوری آہستہ آہستہ تعلقات کو کمزور کر دیتی ہے۔

دوستی کی گرمجوشی اور قربت وقتی مصروفیات کے بوجھ تلے دب جاتی ہے۔

5. حسد، مقابلہ اور عدمِ برداشت:

موجودہ دور میں دوستی پر سب سے زیادہ منفی اثر حسد اور مقابلے کے رجحان نے ڈالا ہے۔

ایک دوست دوسرے کی کامیابی کو برداشت نہیں کرتا۔

مقابلہ بعض اوقات منفی پہلو اختیار کر لیتا ہے اور حسد دشمنی میں بدل جاتا ہے۔

یہ رجحان نہ صرف دوستی کو ختم کرتا ہے بلکہ معاشرتی بگاڑ کو بھی جنم دیتا ہے۔

6. اخلاقی زوال اور دینی کمزوری:

آج کے زمانے میں دینی شعور کی کمی اور اخلاقی اقدار کے زوال نے بھی دوستی کے تعلق کو کمزور کر دیا ہے۔

بے راہ روی، خود غرضی اور دین سے دوری نے دوستی کے رشتے کو وقتی اور دنیاوی مفادات تک محدود کر دیا ہے۔

ایسے تعلقات نہ دنیا میں سکون دیتے ہیں نہ آخرت میں نجات کا باعث بنتے ہیں۔

دوستی کے مسائل کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں:

اسلام نہ صرف دوستی کے اصول بیان کرتا ہے بلکہ ان چیلنجز اور مسائل کا بھی حل دیتا ہے جن سے یہ رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ قرآن وسنت میں ہمیں ایسے رہنما اصول ملتے ہیں جن پر عمل کر کے دوستی کو پائیدار، بامقصد اور دینی بنیاد پر قائم رکھا جا سکتا ہے۔

1. اخلاص اور تقویٰ کی بنیاد پر دوستی:

مسئلہ: مفاد پرستی اور دنیاوی لالچ نے دوستی کے رشتے کو کمزور کر دیا ہے۔

---

[29] ʿAllāmah Ibn Khaldūn (ʿAbd al-Raḥmān ibn Khaldūn), *al-Muqaddimah*, Bayrūt: Dār al-Fikr, 2004, ṣ. 212.

حل: قرآن کہتا ہے:

"الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ"[30]

ترجمہ: (اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔)

اس سے واضح ہے کہ صرف وہی دوستی دائمی ہے جو تقویٰ پر قائم ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَحَبَّ فِي اللَّهِ، وَأَبْغَضَ فِي اللَّهِ... فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ"[31]

ترجمہ: (جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے دشمنی کی... اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔)

2. نیک صحبت کا انتخاب:

مسئلہ: سوشل میڈیا اور بری صحبت نے رشتوں کو سطحی اور غیر حقیقی بنا دیا ہے۔

حل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ"[32]

ترجمہ: (آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس ہر ایک دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں ہمیشہ نیک اور صالح صحبت کا انتخاب کرنا چاہیے تاکہ ایمان اور اخلاق محفوظ رہیں۔

3. صبر، برداشت اور عفو و درگزر:

مسئلہ: حسد، مقابلہ اور عدمِ برداشت نے دوستی کو نقصان پہنچایا ہے۔

حل: قرآن کہتا ہے:

"وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"[33]

ترجمہ: (اور وہ جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔)

یہ آیت سکھاتی ہے کہ دوست کی غلطیوں کو معاف کرنا، حسد کو دل سے نکال دینا اور برداشت کرنا، حقیقی دوستی کی بقا کا ذریعہ ہے۔

4. خیر خواہی اور مشاورت:

مسئلہ: بعض اوقات دوست ایک دوسرے کو غلط مشورے دے کر نقصان پہنچا دیتے ہیں۔

حل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"الدين النصيحته"[34]

---

[30] Sūrat al-Zukhruf, āyah 67.

[31] Imām Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Sunnah, Bāb al-Dalīl ʿalā ziyādat al-īmān wa nuqṣānih, Bayrūt: Dār al-Fikr, 1990, j. 4, ṣ. 259, ḥadīth no. 4681.

[32] Imām Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī)*, Kitāb al-Adab, Bāb al-Marʾ ʿalā Dīn Khalīlih, Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāt, 1422 AH, j. 5, ṣ. 227, ḥadīth no. 6029.

[33] Sūrat Āl ʿImrān, āyah 134.

[34] Imām Muslim ibn Ḥajjāj al-Naysābūrī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ Muslim)*, Kitāb al-Īmān, Bāb Bayān anna al-Dīn al-naṣīḥah, Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, bilā tārīkh, j. 1, ṣ. 74, ḥadīth no. 55.

ترجمہ: "دین خیر خواہی کا نام ہے۔"

اس حدیث کی روشنی میں دوست کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو ہمیشہ خیر خواہی پر مبنی نصیحت کرے اور اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔

5. ایثار اور قربانی:

مسئلہ: مفاد پرست رویوں نے قربانی اور ایثار کو ختم کر دیا ہے۔

حل: قرآن کریم انصارِ مدینہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[35]

ترجمہ: (اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود کتنی ہی ضرورت میں ہوں۔)

یہی وہ اصول ہے جس پر دوستی کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔

6. دعا اور خیر کی تمنا:

مسئلہ: بعض دوست اپنے ساتھی کے لیے حسد اور بدگمانی رکھتے ہیں۔

حل: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"[36]

ترجمہ: (تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔)

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ حقیقی دوست ہمیشہ اپنے ساتھی کے لیے خیر اور بھلائی کی دعا کرے۔

اس طرح قرآن و سنت نے واضح رہنمائی عطا کی ہے کہ دوستی کو اخلاص، نیک صحبت، صبر و برداشت، ایثار اور خیر خواہی کی بنیاد پر قائم کیا جائے۔ یہی حل ہے جس سے عصرِ حاضر کے تمام چیلنجز کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

نتائج و خلاصہ:

اس تحقیقی جائزے میں ہم نے دوستی کے قرآنی و نبوی اصول، سیرتِ نبویؐ کے عملی نمونے، علماء و مفکرین کی آراء اور عصرِ حاضر کے چیلنجز کے ساتھ ساتھ ان کا قرآنی و حدیثی حل بیان کیا۔ اس پورے مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

1. قرآن و سنت کی روشنی میں دوستی کا حقیقی تصور:

قرآن مجید نے دوستی کو ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر قائم کرنے کی تلقین کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے نیک اور صالح صحبت کا انتخاب ضروری ہے۔

قرآن میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہی دوست قیامت کے دن کامیاب ہوں گے جو تقویٰ پر مبنی ہوں گے۔

2. نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ:

نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں اخلاص، وفاداری، ایثار، عفو و درگزر، عدل و مساوات اور خیر خواہی کے اصول اپنائے۔

---

[35] Sūrat al-Ḥashr, āyah 9.

[36] Imām Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī)*, Kitāb al-Īmān, Bāb Ḥubb al-Rasūl ﷺ min al-Īmān, Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāt, 1422 AH, j. 1, ṣ. 14, ḥadīth no. 13.

آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تعلقات، دوستی کی بہترین عملی مثال ہیں۔

3. علماء و مفکرین کی آراء:

امام غزالی نے دوستی کو خالص دینی بنیاد پر قائم کرنے پر زور دیا۔

شاہ ولی اللہ نے اسے سماجی توازن اور روحانی سکون کا ذریعہ قرار دیا۔

ابن خلدون نے دوستی کو انسانی تمدن کی بقا اور معاشرتی ترقی کی اساس قرار دیا۔

تجاویز و سفارشات:

1. اخلاص اور تقویٰ پر مبنی دوستی کو فروغ دیا جائے: تعلقات محض دنیاوی مفاد یا وقتی جذبات پر نہ ہوں بلکہ اللہ کی رضا، نیک نیتی اور تقویٰ پر قائم ہوں۔

2. صحبت کے انتخاب میں احتیاط: دوست ہمیشہ نیک اور صالح ہونا چاہیے کیونکہ صحبت براہِ راست انسان کے کردار اور ایمان پر اثر انداز ہوتی ہے۔

3. برداشت، صبر اور عفو و درگزر: حسد، مقابلہ بازی اور بدگمانی کو ختم کرنے کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ایک دوسرے کو معاف کرنے اور برداشت کرنے کی عادت ڈالی جائے۔

4. خیر خواہی اور مشاورت کا اصول اپنایا جائے: حقیقی دوست وہ ہے جو خیر خواہی پر مبنی مشورہ دے اور مشکل وقت میں ساتھ کھڑا ہو۔ اس رویے کو سماجی سطح پر فروغ دیا جانا چاہیے۔

5. ایثار و قربانی کی روایت زندہ کی جائے: انس و محبت کے رشتے تب مضبوط ہوتے ہیں جب انسان دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دے، جیسا کہ قرآن نے انصارِ مدینہ کی مثال بیان کی ہے۔

6. دعا اور نیک تمنا کی عادت: دوستوں کے لیے ہمیشہ بھلائی کی دعا کی جائے اور ان کی کامیابی پر حسد کے بجائے خوشی محسوس کی جائے۔

7. سوشل میڈیا کے نقصانات سے بچاؤ: ورچوئل اور سطحی دوستیوں سے اجتناب کیا جائے، اور حقیقی، روحانی اور ایمانی بنیادوں پر تعلقات کو مضبوط بنایا جائے۔

8. ثقافتی و فکری اختلافات کو برداشت کیا جائے: چھوٹے چھوٹے نظریاتی یا فقہی اختلافات کو دشمنی میں بدلنے کے بجائے ایک دوسرے کے احترام کے ساتھ قبول کیا جائے۔

9. خاندانی اور سماجی سطح پر شعور بیداری: والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں اور نوجوانوں کو دوستی کے صحیح اصول سمجھائیں تاکہ وہ غلط صحبت سے محفوظ رہ سکیں۔

10. بین الاقوامی اور بین المذاہب تعلقات میں اسلامی اصولوں کو اپنایا جائے: امن، رواداری، بھائی چارے اور خیر خواہی پر مبنی تعلقات صرف مسلمانوں کے درمیان ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے ساتھ قائم کیے جائیں۔

خلاصہ کلام:

اسلام میں دوستی محض دنیاوی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک ایمانی، اخلاقی اور روحانی رشتہ ہے۔ قرآن و سنت نے اسے تقویٰ، اخلاص اور نیک صحبت پر قائم کرنے کی تعلیم دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی سیرت سے اس کی بہترین مثالیں قائم کیں۔ علماء و مفکرین نے بھی اس کو فرد اور معاشرے کی فلاح کا بنیادی عنصر قرار دیا ہے۔

عصر حاضر کے چیلنجز کے باوجود اگر دوستی کو قرآن و سنت کے اصولوں پر استوار کیا جائے تو یہ نہ صرف دنیا میں سکون اور محبت کا ذریعہ بنے گی بلکہ آخرت میں نجات اور قربِ الٰہی کا سبب بھی ثابت ہو گی۔